رسائل و مسائل

مخلوط تعلیم اور پردہ پسند طالبات

جامعہ پنجاب کی ایک طالبہ کا خط[1]

آپ کی ایک باپردہ بہن اور قوم کی ایک حساس بیٹی جو جامعۂ پنجاب لاہور میں زیر تعلیم ہے، آپ سے مخاطب ہے۔

مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں خواتین کے لیے کوئی علیحدہ یونیورسٹی نہیں ہے بلکہ نمبروں کے میرٹ کی بنیاد پر انہیں جامعہ پنجاب اور دوسرے کالجز میں داخلہ دیا جاتا ہے اور ہمیشہ جامعہ پنجاب میں طالبات کی تعداد طلبا کی تعداد سے زیادہ ہوتی ہے۔

چونکہ جامعہ اور کالجز میں تعلیم مخلوط طور پر دی جاتی ہے اس لیے طالبات اور طلبہ کا میل جول ایک لازمی امر ہے جس سے جہاں ایک طرف باہمی مقابلہ کی سپرٹ پیدا ہوتی ہے وہاں دوسری طرف لیکچر تھیٹرز (CLASS ROOM) تجربہ گاہوں

---

[1] عام قاعدے کے طور پر کوئی تحریر بغیر لکھنے والے کے نام کے ہم شائع کرنا مناسب نہیں سمجھتے، مگر بعض صورتوں میں لکھنے والے خود کسی مجبوری کے تحت خواہاں ہوتے ہیں کہ ان کا نام شائع نہ کیا جائے۔ ایسی صورت میں اخفا ہی مناسب ہوتا ہے۔ یہی صورت اس تحریر کی ہے۔ (مدیر)

(LABORTRIES) اور لائبریریز میں ان کے پردہ کا مناسب انتظام نہ ہونے کے سبب ان کو مجبوراً پردہ ترک کرنا پڑتا ہے اور چند ایک باپردہ طالبات آزاد رَو طالبات، طلبہ اور بعض دفعہ پروفیسر صاحبان کے مذاق کا نشانہ بنتی ہیں۔ ایسی صورت میں پابند صوم وصلوٰۃ طالبات ایک عجیب اُلجھن اور انتشار کا شکار رہتی ہیں۔ ایک طرف حصولِ تعلیم کی مجبوری اور دوسری طرف ماحول کی آزادی۔ پھر اس طرح یا تو وہ ذہنی اذیت میں مبتلا رہتی ہیں اور یا پھر خود کو آزاد ماحول کے مطابق ڈھال لیتی ہیں۔ جس سے ہماری پاکستانی ثقافت وتہذیب مسخ اور اسلامی افدار کا تیا پانچہ ہوجاتا ہے۔ ان حالات کو دیکھ کر سخت دُکھ ہوتا ہے۔ کاش ہماری علیحدہ یونیورسٹی ہوتی۔ چونکہ موجودہ حالات میں مستقبل قریب میں علیحدہ یونیورسٹی کی تشکیل شاید ناممکن ہے اس لیے درج ذیل تجاویز ارسال ہیں جن پر عمل کرکے بغیر اضافی اخراجات اور انتظامی مسائل کے ان اداروں کا ماحول اسلامی بنایا جاسکتا ہے۔

تجاویز

۱۔ تمام شعبہ جات (DEPARTMENTS) میں شعبۂ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب کی طرح لیکچر تھیٹرز (CLASS ROOMS) میں پردہ کلاتھ یا ہارڈ بورڈ (HARD BOARD) کے ذریعے طالبات کی نشستیں (SEATS) علیحدہ (SEPARATE) کی جائیں۔

۲۔ تمام شعبہ جات (DEPARTMENTS) میں طالبات کے لیے سر ڈھانپنا لازم قرار دیا جائے اور عام باریک نمائشی دوپٹہ کی جگہ ایسی چادریں اوڑھنی ضروری قرار پائیں، جن سے نمود ونمائش کی جگہ صحیح چادر کا تقدس نکھرے۔

۳۔ طالبات کے لیے باریک لباس جس سے نیم برہنگی اور عریانی جھلکتی ہے، بالکل ممنوع (BAN) قرار دیا جائے اور چمکیلے بھڑکیلے ملبوسات کی جگہ سادہ اور باوقار لباس لازمی قرار دیے جائیں۔

۴ــ طالبات کی آمد و رفت کے لیے علیحدہ اور مخصوص بسوں کا انتظام کیا جائے جن کے مقرر اوقات ہوں اور تعلیمی سفر EDUCATIONAL AND RESEARCH TOURS) میں طالبات کی آمد و رفت، رہائش اور خورد و نوش کا علیحدہ انتظام کیا جائے۔

۵ــ سائنس پریکٹیکلز (عملی تعلیم) میں طالبات کے گروپ الگ بنائے جائیں اور ان کو تجربات طلبا سے علیحدہ کروائے جائیں۔ (جامعہ پنجاب لاہور میں ایسی سہولیات میسر ہیں جہاں طلباء طالبات ایک ہی وقت میں علیحدہ علیحدہ تجربہ گاہوں میں تجربات اور ریسرچ کا کام کر سکتے ہیں)۔ اس سے طالبات مکمل یکسوئی، اطمینان اور تسلی سے بہتر طور پر تحقیق کا کام سرانجام دے سکیں گی۔

۶ــ یونیورسٹیز کے کتب خانوں (LIBRARIES) اور تمام پبلک لائبریریز میں خواتین کے لیے پردہ کا بندوبست کیا جائے۔ جہاں خواتین کے اوقات مقرر کیے جائیں تاکہ انہیں کتب سے استفادہ کرنے کے بہتر مواقع میسر آئیں اور وہ مکمل دلجمعی سے بہتر ماحول میں اطمینان و تسلی سے تحقیق کا کام کر سکیں۔ جبکہ موجودہ صورت میں یونیورسٹی کتب خانوں سے طالبات، طلبا کی موجودگی اور کتب کے میسر نہ آنے کے باعث صحیح طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکتیں۔

۷ــ لیکچر تھیٹرز (CLASS ROOMS) تجربہ گاہوں (LABORTRIES) اور کتب خانوں (LIBRARIES) میں طلبہ کے لیے سگریٹ نوشی بالکل ممنوع (BAN) قرار دی جائے اور اس پر سختی سے عمل درآمد کروایا جائے۔

ادارے کا جوابی نوٹ

اُوپر ایک صالح ذہن کی طالبہ کے وہ احساسات پیش کیے جا رہے ہیں جو اس میں ایک ناخوشگوار ماحول کے عملی تجربے سے گذرتے ہوئے پیدا ہوئے۔ حجاب کے تقاضوں کے پیش نظر خواتین یونیورسٹی کے وجود میں نہ آنے پر رنج کا اظہار بھی

کیا گیا ہے اور موجودہ صورتِ حالات کے لیے بھی چند اچھی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

ہم عزیزہ طالبہ کے دردمندانہ جذبات کے لیے اپنے اندر ہمدردی کا گہرا احساس پاتے ہیں۔ اور غیر مخلوط نظامِ تعلیم ہی کے نہیں، غیر مخلوط سوسائٹی کے خواستگار ہیں۔

مگر جس صورتِ حالات سے ہم گزر رہے ہیں وہ بڑی ہی اذیت ناک اور عبرت آموز ہے۔ سامراجی قوتیں جو عسکری حملوں اور سیاسی اقتدار کی قوت سے ہمارے اعتقادی و تہذیبی وجود کو توڑ نہ سکی تھیں انہوں نے ثقافتی و معاشرتی راستے سے جو حملہ شروع کر رکھا ہے وہ ہمارے تہذیبی تشخص کو ملیامیٹ کرنے میں بہت مؤثر ثابت ہوا ہے اور حملہ آور قوت کا قدم باوجود مزاحمت کے ہر روز آگے بڑھ رہا ہے۔ یہ حملہ جو فکری و عملی بھی ہے، معاشی و معاشرتی بھی ہے اور ثقافتی و تمدنی بھی ہے، اس کا ایک ہدف ہمارے خاندانی نظام کو تباہ کرنا اور ہماری محافظِ دین و تہذیب خاتون کو اسلامی تقاضوں کا باغی بنا کے کھڑا کرنا ہے۔ حملہ آور قوت نے خدا ناشناس اور اخلاق باختہ تہذیب کے جادو سے خود مسلمانوں کے کارفرما اور ذہین طبقوں کو مسحور کر کے اپنا آلۂ کار بنا لیا ہے۔ اب یہ مسحور لوگ جس ساحر قوت کے معمول ہیں اس کے خلاف ذرّہ بھر جنبش نہیں کر سکتے۔ یہ اوّل تو اسلام کے لیے نعروں اور تقریروں سے آگے نکل کر کوئی ٹھوس کام کرتے ہی نہیں اور اگر عوام کو تماشا دکھانے بلکہ بہلانے کے لیے کوئی اقدام کرتے بھی ہیں تو اس میں دسیوں طرح کی خرابیاں شامل ہوتی ہیں۔ یہ خواتین یونیورسٹی تو کیا بنا کر دیں گے ان کے موجودہ تعلیمی اداروں میں اسلامی قوانینِ حجاب کے تحت مناسب اصلاحات کی توقع کرنا بھی عبث ہے۔ یہ بالارادہ مخلوط تعلیم، مخلوط ثقافتی مجالس، مخلوط پارلیمان اور مخلوط کھیل تفریحات کا فروغ چاہتے ہیں۔ ان کے سایۂ فیضان میں ٹیلی وژن گھر گھر میں بے پردگی کی معلمی کا مقدس فریضہ انجام دے رہا ہے۔ فحش لٹریچر پھیل رہا ہے۔

ارباب ادب فحاشی کی ایسی ایسی تعریفیں نکال رہے ہیں کہ لفظ فحاشی کے مفہوم سے فحاشی خارج ہو جائے۔ بڑے بڑے سائز کی ہوس انگیز تصاویر اور اندرونِ خانہ کی ازدواجی زندگی کی تفاسیر ہر روز اخبارات گھر گھر پہنچاتے ہیں۔ ناچ کو اب اسلامی فن کہا جانے لگا ہے۔ گانوں کا زور ہے، وڈیو کیسٹ نے گندگی کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اور اُوپر ہمارے مہربان بیٹھے اسلام اسلام کی رٹ لگا رہے ہیں۔

عزیز بیٹی! اِن حالات میں ہم لوگوں کی طرح تم بھی اس عزم کے ساتھ کھڑی ہو جاؤ کہ جو تعلیم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بسر کرنے کے لیے دی ہے، مجھے اسی پر قائم رہنا ہے اور مزاحمتوں اور مجبورانہ آلائشوں کے باوجود اس سے قدم پیچھے نہیں ہٹانا ہے۔ پیروانِ محمدؐ تو ہیں ہی وہی جو مخالف ترین ماحول میں اپنے آقا کے بتائے ہوئے نشاناتِ راہ کی کڑی پابندی اختیار کریں۔

اگر یہ عزم ہو اور اس کے ساتھ منظم طور پر اسی شعور و جذبہ کو دوسری سہیلیوں، بہنوں اور رشتہ داروں تک پہنچانے کی مہم جاری کر دی جائے تو وہ وقت آسکتا ہے کہ حجاب پسند خواتین اور طالبات کا اثر و نفوذ معاشرے اور درس گاہوں میں ہو اور اُن کی آواز جماعتوں اور اخباروں کے ذریعے اتنی بلند ہو کر اُٹھے کہ مسورانِ مغربیت کی عینک ٹوٹ جائے اور ان کو چاروناچار وہ راہ اختیار کرنی پڑے جو حق ہے۔

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورتِ استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔ (ادارہ)